مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے پہلی کتاب جو انگریزوں کے اشارے پر لکھی گئی اور انہیں کے زیر سرپرستی شائع ہوئی

تقویت الایمان

مصنف
دجال زمانہ منکر حدیث والقرآن گستاخ انبیاء و اولیاء رئیس المبدعات بانی غیر مقلد برصغیر کا مشہور کذاب بے علم جاہل
مولوی اسمٰعیل دہلوی قتیل لعنت اللہ علیہ

مالک کتب محمد حنیف رضوی ابن امیر اللہ صاحب ڈگادری

درگاہ حضرت کریم اللہ شاہ قادری

نزد جامع مسجد

سہادر

صفحہ ۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نادانوں میں سے کہا (معاذ اللہ)

صفحہ ۱۲ اولیاء انبیاء کو معبودان شیطان کے برابر سمجھا (معاذ اللہ)

صفحہ 84 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (نعوذ اللہ)

۹۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے (نعوذ اللہ)

۷۵ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

ص ۹۴ کروڑوں نبی پیدا کرنے کا دعوی

ص ۸ بڑے بھائی چھوٹے بھائی۔

ص ۸۱ انبیاء کرام ذرہ ناچیز سے کمتر نعوذ باللہ

ص ۸۲ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر

۲۶ علم غیب

۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ ۱۸۶۵ء
میں یہ کتاب شائع ہوئی

یہ کتاب نہیں ایک بڑا فتنہ ہے

تقویۃ الایمان

تالیف

مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی

ناشر

فخر العبید اعظمی

مکتبہ نعیمیہ صدر بازار مئوناتھ بھنجن یوپی

12/-

تقویۃ الایمان

تالیف

مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی

ناشر

فخر العبید اعظمی

مکتبہ نعیمیہ صدر بازار مئوناتھ بھنجن یوپی

فہرست مضامین

تقویۃ الایمان

اس کتاب کے رد میں بہت سے علماء کرام نے کتابیں لکھی ہیں
(۱) تحقیق الفتوی
(۲) اطیب البیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کا کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور ایسا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور ان کے نائبوں کی کہ جو ان کی راہ بتلاتے ہیں اور ان کے طریقے پر چلاتے ہیں ان کی محبت دی۔ سو اے پروردگار ہمارے! تو اپنے حبیب پر اور آپ کے آل واصحاب پر اور آپ کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور آپ کی پیروی کرنے والوں پر رحمت کر اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو اسی راہ پر جیتے اور موئے قائم رکھ اور اسی کے تابعوں میں گن رکھ، آمین رب العالمین۔

امابعد۔ سنا چاہیئے کہ آدمی سارے اللہ کے بندے ہیں اور بندہ کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں اور اصل بندگی ایمان کا درست کرنا ہے کہ جسکے ایمان میں کچھ خلل ہے اسکی کوئی بندگی قبول نہیں اور جسکا ایمان سیدھا ہے اسکی تھوڑی بندگی بھی بہت ہے۔ سو ہر آدمی کو چاہیئے کہ ایمان کے درست کرنے میں بڑی کوشش کرے، اور اسکے حاصل کرنے کو سب چیزوں سے مقدم سمجھے اور اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کئی راہیں چلتے ہیں کوئی پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں، کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل

رکھئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اسکے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اسکی سند نہ پکڑیئے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے۔

ایک غلط خیال کی تردید

اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ:۔ "اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو بڑا علم چاہیئے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ اس کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہمکو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔

سو یہ بات بہت غلط ہے، اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف، صریح ہیں ان کا کچھ سمجھنا مشکل نہیں، چنانچہ سورۂ بقرۃ میں فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۔ — اور بیشک اتارں ہم نے تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں

ف:۔ یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے اس واسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اسلئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان سے انکار رکھتے ہیں۔ اور اللہ ورسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے حکم سکھانے کو آئے تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ — "اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں

رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اسکی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں

ف:۔ یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ ان نے بےخبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر۔ سو جو کوئی یہ آیت سن کر یہ کہنے لگے کہ پیغمبرؐ کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہو جاتے ہیں اور گمراہ لوگ ان کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں۔

اس بات کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلاں حکیم کے پاس جا اور اس کا علاج کرا اور وہ بیمار یہ جواب دیوے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کروانا بڑے بڑے تندرستوں کا کام ہے مجھ سے کیونکر ہو سکے کہ میں سخت بیمار ہوں۔ سو وہ بیمار بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں ہی کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں کا علاج کرے اور انہیں کو اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا؟

غرض جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ اور رسولؐ کے کلام سمجھنے میں زیادہ

رغبت چاہیئے اور جو بہت گنہگار ہو اسکو اللہ و رسول کی راہ چلنے میں زیادہ کوشش چاہیئے۔ سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ و رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان ٹھیک کریں۔

ایمان کے دو جز ہیں

سو جاننا چاہیئے کہ ایمان کے دو جز ہیں: خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا۔ اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسطرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے، اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اسکے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو بدعت۔

سو ہر کسی کو چاہیئے کہ توحید اور اتباعِ سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونوں چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں اور باقی گناہ ان سے پیچھے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں اور چاہیئے کہ جو کوئی توحید اور اتباعِ سنت میں بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگوں کو اسکی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاد سمجھے۔

سو پہلے کئی آیتیں اور حدیثیں کہ جن میں بیان توحید کا اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک و بدعت کی اس رسالہ میں جمع کیں اور ان آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ اس کے حاصل معنی کا بیچ زبان ہندی سلیس میں کر دیا تاکہ عوام و خواص اس سے فائدہ برابر لیویں، جنکو اللہ توفیق دیوے وہ سیدھی راہ پر ہو جاویں اور بتانیوالے کو وسیلہ نجات کا ہووے آمین یا الہ العالمین، اور اس رسالہ کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور اس میں دو باب ٹھہرائے۔ پہلے باب میں بیان توحید کا اور برائی شرک کی

اور دوسرے باب میں اتباعِ سنت کا اور برائی بدعت کی ۔

باب (۱)

توحید و شرک کے بیان میں

اور سنا چاہیئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں، سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہیئے تاکہ برائی و بھلائی انکی قرآن وحدیث سے معلوم ہو ۔

شرک کے کام

سو سنا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کیوقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں ۔ اور انکی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآنے کے لیے انکی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کیلئے اپنے بیٹوں کو انکی طرف نسبت کرتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے، کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین اور انکے جینے کیلئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بدھی پہنتا ہے، کوئی کسی کے نام کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے، کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے، کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے، کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب

کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور فرشتوں اور پریوں سے کر گذرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کیلئے جاتے ہیں، سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعویٰ، سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں :۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ (۱۲ ـ ۱۰۶)

اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔

ف :۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانیوالا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کا کرتے ہو سو یہ دونوں راہیں کیوں ملائے دیتے ہو؟ اس کو جواب دیتے ہیں کہ :

ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء اور اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں، مشرک جب ہوتے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں و شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ان کو ہم اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کی مخلوق اور قدرت تصرف کی اسی نے اسکو بخشی ہے، اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل اور ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں وتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔

اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں۔

انبیاء اور اولیاء کی سفارش

اور ان باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط غلط رسموں کی سند پکڑی اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔ اللہ صاحب نے انکی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور انکو جھوٹا بتایا چنانچہ سورہ یونس میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ

(۱۰ - ۱۸)

اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس، کہہ! کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں؟ سو وہ نرالا ہے ان سے جنکو یہ شریک بتاتے ہیں۔

ف:۔ یعنی جنکو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی، اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو؟ سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانوں و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے

کہ اس کو مانے اور اسکو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے بلکہ انبیاء اور اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہوجاتا ہے اور اللہ صاحب نے سورۂ زمر میں فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۔ (۳۹ — ۳)

اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سواسطے کہ نزدیک کردیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بیشک اللہ حکم کریگا انہیں اس چیز میں کہ اس میں اختلاف ڈالتے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو

ف:۔ یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندے کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اسکو چھوڑکر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اسکا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں، سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا اور راہ سے ہرگز اس کی نزدیکی نہ پاویں گے بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے سو اس سے دور ہوتے جاویں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا

اور اللہ کا ناشکرا ۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ہ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۔

اللہ صاحب نے سورۂ مومنون میں فرمایا ہے کہہ! کون ہے وہ شخص کہ اسکے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اسکے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہیں کہدینگے کہ اللہ ہے، کہہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو؟

ف:۔ یعنی جب کافروں سے پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے، اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی، اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور انکو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

شرک کے معنیٰ یہ ہیں سو سمجھنا چاہیئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں

پر نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اسکی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سوان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے گوکہ پھر اسکو اللہ سے چھوٹا سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ۔ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پریت میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جائیگا خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں و شہیدوں سے، خواہ بھوت و پری سے، چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ لوگ انبیاء و اولیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے چنانچہ سورۂ براءۃ میں آیا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

ٹھہرایا انہوں نے مولویوں کو اور درویشوں کو مالک اپنا ورے اللہ سے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حالانکہ انکو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں مالک ایک کی نہیں کوئی مالک سوائے اسکے سو وہ نرالا ہے انکے شریک بنانے سے۔

ف:۔ یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہرائے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا انکو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے اسکا شریک کوئی نہیں ہو سکتا، نہ چھوٹا نہ بڑا بلکہ چھوٹے بڑے سب اسکے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر، چنانچہ سورۂ مریم میں فرمایا ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جتنے لوگ ہیں آسمان و زمین میں سو آئے

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

والے ہیں رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر اور بیشک قابو میں کر رکھا ہے انکو اور گن رکھا ہے انکو ایک ایک اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اسکے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا

ف :۔ یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اسکے قبضے میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا اور ہر کوئی معاملے میں اسکے روبرو اکیلا اکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل وحمایتی نہیں بننے والا۔

ان مضمونوں کی آیتیں قرآن میں اور بھی سینکڑوں ہیں جس نے ان دو چار آیتوں کے بھی معنی سمجھ لئے وہ بھی شرک و توحید کے مضمون سے خبردار ہوگیا۔

اقسام شرک

اب یہ بات تحقیق کی چاہئے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہئے سو وہ باتیں بہت ساری ہیں مگر کئی باتوں کا ذکر کر دینا اور ان کو قرآن وحدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے تاکہ اور باقی باتیں ان سے لوگ سمجھ لیں۔

علم میں شرک

سو اول بات یہ کہ ہر جگہ حاضر وناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک ہو چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا

سمندر کی تہ میں، یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں سو جو کوئی کسی کا نام لیا کرے اٹھتے بیٹھتے، اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے ــــــــــــ یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں ــــــــــــ تو وہیں اسکو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گذرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی، مرنا و جینا، غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے، سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں، اس کو "اشراک فی العلم" کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔

سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تصرف میں شرک

دوسری بات یہ کہ عالم میں ارادے سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی، تندرست اور بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی اقبال

وادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی برے وقت میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی، پیر و شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں، جو کوئی کسی کیلئے ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور مصیبت کے وقت اسکو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اسکو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت انکو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے انکو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

عبادت میں شرک

اور تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کیئے ہیں کہ انکو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اسکے نام کا روزہ رکھنا اور اسکے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور رستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اسکی طرف جانور لیجانے اور وہاں منتیں ماننی، اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اسکی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اسکا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اسکے گرد روشنی کرنی اور اسکا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا، جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا

پانی پلانا، وضو، غسل کا لوگوں کیلئے سامان درست کرنا، اور اسکے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لیجانا، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مویشی نہ چگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔

پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اسکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے، انکی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ انکی اس طرح تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

عادت میں شرک

یہ چوتھی بات یہ کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی

کچھ تعظیم کرتے رہیں تاکہ ایمان بھی درست رہے اور ان کاموں میں بھی برکت ہووے جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی اور مشکل کے وقت اسکو پکارنا اور ہر کام کا شروع اسکے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اس میں اسکے نام کا جانور ذبح کرنا اور اولاد کا نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، خدابخش، اللہ دیا، امۃ اللہ، اللہ دی، رکھنا اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اس کے نام کا رکھنا اور دھن اور ریوڑ میں سے کچھ اسکی نیاز رکھنا اور جو جانور اسکے نام کے اس کے گھر کی طرف لے جائے انکا ادب کرنا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ لادنا اور کھانے پینے، پہننے میں اسکے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اسکو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اور برائی، بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے، جیسے قحط اور ارزانی، صحت اور بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار، غمی و خوشی یہ سب اس کے اختیار میں سمجھنا اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادے کا ذکر کر دینا جیسے یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے گا ہم فلانا کام کریں گے اور اسکے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک، ہمارا خالق، اور کلام میں جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو اسی کے نام کی قسم کھانی سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں۔

پھر جو کوئی کسی انبیاء اولیاء کی، اماموں شہیدوں کی، بھوت و پریت کا اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر اسکی نذر مانے، مشکل کے وقت انکو پکارے، بسم اللہ کی جگہ انکا نام لیوے، جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے، اپنی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔ کھیت و باغ میں انکا حصہ لگا دے، جو کھیتی و باڑی میں سے آوے پہلے انکی نیاز کریں جب اپنے کام میں لاویں اور دھن اور ریوڑ میں سے انکے نام کے جانور ٹھہرا دے

اور پھر ان جانوروں کا ادب کرے، پانی دانے پر سے نہ ہانکے، لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کھانے پینے، پہننے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو چاہیئے کہ فلانا کھانا نہ کھاویں، فلانا کپڑا نہ پہنیں، حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں، لونڈی نہ کھاوے، جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ کھاوے، شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھاوے اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اسکو انکی طرف نسبت کرے کہ فلانا انکی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہوگیا اور فلانے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہوگیا اور فلانے کو نواز دیا تو اسکو فتح و اقبال مل گیا اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا تھا یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤنگا یا پیر چاہے تو یہ بات ہو جاوے گی یا اسکی تئیں بولنے میں "یا معبود" "داتا، بے پرواہ خداوند، خدا یگاں مالک الملک، شہنشاہ" بولے یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علیؓ کی یا امام کی یا پیر کی یا انکی قبروں کی قسم کھاوے سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اور اس کو اشراک فی العادت کہتے ہیں یعنی اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنی چاہیئے سو غیر کی کرے۔

سو ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن و حدیث میں ذکر ہے سو اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کی ہیں۔

فصل (۱)۔ میں ذکر ہے شرک کی برائی اور توحید کی خوبی کا۔ فصل (۲)۔ میں ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا۔ فصل (۳)۔ میں ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا۔ فصل (۴)۔ میں ذکر ہے اشراک فی العبادت کی برائی کا۔ فصل (۵)۔ میں ذکر ہے اشراک فی العادت کی برائی کا۔

فصل (۱)

شرک سے اجتناب

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (۱۱۶)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ نساء میں بیشک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہرائے اسکا اور بخشتا ہے ورے اس سے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو بیشک راہ بھولا اور بھٹک گیا۔

یعنی اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حلال و حرام میں امتیاز نہ کرے، چوری بدکاری میں گرفتار ہو جاوے، نماز روزہ چھوڑ دیوے، جورو بچوں کا حق تلف کرے، ماں باپ کی بے ادبی کرے، لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھولا اسلئے کہ وہ ایسے گناہ میں گرفتار ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسکو ہرگز نہ بخشے گا اور سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ شاید بخش بھی دیوے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشا جاویگا جو اسکی سزا ہے مقرر ملے گی، پھر اگر بڑے درجے کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو اسکی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا نہ اسمیں کبھی آرام پاوے گا اور جو اس سے درے درجے کے شرک ہیں انکی جو سزا اللہ کے ہاں مقرر ہیں سو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں انکی جو کچھ سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے کوئی بڑا گناہ نہیں، اسکی مثال یہ کہ بادشاہ کی تقصیر میں اس کی رعیت کے لوگ جتنی کرینگے جیسے چوری، قزاقی، چوکی پہرے کے وقت سو جانا۔ دربار کے وقت کو ٹال جانا، لڑائی کے میدان سے ٹل جانا، سرکار کے پیسہ پہنچانے میں قصور کرنا علیٰ ہذا القیاس ان سب کی سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دیوے۔

اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر یا وزیر یا چودھری قانون گو کو یا جو ہر بڑے چمار کو بادشاہ بنا دے یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اسکے تئیں ظلِ سبحانی بولے یا اسکے تئیں بادشاہ کا سا مجرا کرے یا اس کیلئے ایک دن جشن کا ٹھہراوے اور بادشاہ کی طرح نذر دیوے۔ اور یہ تقصیر سب تقصیروں سے بڑی ہے اسکی سزا مقرر اسکو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دیوے اسکی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے ڈرا چاہیئے کہ پرلے درجے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت سو وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کرے گا اور کس طرح انکو انکی سزا نہ دے گا؟ اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور انکو شرک کی آفت سے بچاوے۔ آمین۔

شرک سب سے بڑا ظلم ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (۳۱ - ۱۳)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ لقمان میں: اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اسکو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اسکا بڑی بے انصافی ہے۔

ف:۔ یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اسکی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا۔ یا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھدیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لیا چاہیئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے، سو اس سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے۔

انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد توحید ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:
فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝

یعنی سورہ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اسکو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔

ف:- یعنی جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانئے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شرعوں میں ہے سو یہی راہ نجات کی ہے اس کے سوا اور سب راہیں غلط ہیں۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ

مشکوٰۃ کے باب الریاء میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہؓ نے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میں بڑا بے پرواہ ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کر دے اسمیں میرے ساتھ اور

مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ أَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ۔ کسی کو سو میں چھوڑ دیتا ہوں اسکو اور اسکے ساجھے کو اور میں اس سے بیزار ہوں۔

ف:۔ یعنی جسطرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو میں یوں نہیں کرتا کیونکہ میں بے پرواہ ہوں بلکہ جو کوئی کچھ کام میرے واسطے کرے اور غیر کو بھی اس میں شریک کر دے سو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا بلکہ سارے ہی کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کے واسطے پھر وہی کام کرے اور کسی کے واسطے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے ہاں مقبول نہیں بلکہ اللہ اس سے بیزار ہے۔

ازل میں توحید کا اقرار

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَرْوَاحًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ

(مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابی بن کعبؓ نے اس آیت کی تفسیر میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ الخ فرمایا کہ اللہ نے اولاد آدم کو اکٹھا کیا پھر انکی مثلیں لگائیں پھر انکی صورتیں بنائیں پھر انکو بولنے کی طاقت دی سو بولنے لگے پھر ان سے قول و عہد لیا اور انکی جان پر ان سے اقرار کروایا کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا؟ بولے کیوں نہیں: فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور

السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ اُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اٰبَاكُمْ اٰدَمَ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا اِنِّيْ سَاُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ وَاُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ ۔

تمہارے باپ آدمؑ کو اس واسطے کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہ جانتے تھے سو یہ جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور نہیں کوئی مالک سوائے میرے اور مت شریک ٹھہرائیو میرا کوئی بیشک میں اب بھیجوں گا طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد دلا دیں گے تم کو قول و قرار میرا اور اتاروں گا تم پر کتابیں اپنی بولے اقرار کیا ہم نے کہ بیشک تو مالک ہمارا ہے اور حاکم ہمارا ہے نہیں کوئی مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں کوئی حاکم ہمارا تیرے سوائے ،،

ف :۔ یعنی اللہ صاحب نے سورہ اعراف میں فرمایا ہے ، اور جب نکالی تیرے رب نے نبی کی پشت سے انکی اولاد اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا ؟ بولے کیوں نہیں قبول کیا ہم نے اپنے ذمہ پر یہ ہم نے اسلئے کیا کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بیشک ہم اس بات سے غافل تھے ، یا کہنے لگو شرک تو کیا تھا ہمارے باپ دادوں نے پہلے سے اور ہم تھے پیچھے انکے سو کیا برباد کرتا ہے تو ہم کو ان جھوٹوں کے کام کے بدلے ؛ یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے سو اس کی تفسیر میں ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ ۔

شرک سند نہیں بن سکتا

اللہ صاحب نے ساری اولاد آدم کو اکٹھا کیا ایک جگہ اور ان کی جدا جدا شکلیں لگائیں

جیسے پیغمبروں کی جدی مثل اور اولیار کی جدی مثل اور شہیدوں کی جدی مثل اور نیک بختوں کی جدی مثل اور حکم بردار لوگوں کی جدی مثل اور بدکاروں کی جدی مثل اور اسی طرح کافروں کی مثلیں لگائیں جیسے یہود ونصاریٰ اور مجوس وہنود وعلیٰ ہذالقیاس، پھر ان سب کی صورتیں بنائیں یعنی ہر کسی کی صورت جیسی دنیا میں بنانی منظور تھی ویسی ہی وہاں ظاہر کی، کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت، کسی کو سماکا، کسی کو گونگا، کسی کو کانا، کسی کو اندھا علیٰ ہذالقیاس پھر انکو بولنے کی طاقت دی پھر ان سب سے اللہ نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے، پھر ان سے قول وقرار لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم ومالک نہ جانیو اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو سو ان سب نے اس سب کا قول وقرار کیا اور اللہ صاحب نے اس بات پر آسمان وزمین وآدم کو گواہ کیا اور یہ فرمایا کہ اس قول وقرار کے یاد دلانے کو پیغمبر آویں گے اور کتابیں لاویں گے سو ہر کسی نے جدی جدی اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور شرک کا انکار سو شرک کی بات میں ایک کو دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہیئے نہ پیر کی نہ استاد کی، نہ باپ دادوں کی، نہ کسی بادشاہ کی، نہ کسی مولوی کی، نہ کسی بزرگ کی۔

ایک غلط خیال کا جواب

جو کوئی خیال کرے کہ ہم تو دنیا میں آکر اس بات کو پھر بھول گئے پھر بھولی بات کی کیا سند ہے سو یہ خیال غلط ہے اسواسطے کہ بہت باتیں آدمی کو آپ یاد نہیں ہوتیں، پھر معتبر لوگوں کے کہنے سے یقین کرتا ہے جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا پھر لوگوں ہی سے سنکر یقین کرتا ہے اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی کو ماں بتاوے تو اسکو سب لوگ برا کہیں گے، اور جو وہ جواب دیوے کہ مجھے تو اپنا پیدا ہونا کچھ یاد نہیں کہ میں اسکو اپنی ماں جانوں تو سب لوگ اسکو احمق کہیں گے اور بڑا بے ادب، تو جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی کو بہت باتوں کا یقین آجاتا،

پھر پیغمبروں کی تو بڑی شان ہے ان کے خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آوے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل توحید کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالم ارواح میں کہدیا ہے، سارے اسی کی تاکید کو آئے ہیں اور ساری کتابیں اسی کے بیان میں اتریں، سو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمانا اور ایک سو چار کتاب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ توحید خوب درست کیجیے اور شرک سے بہت دور بھاگیے۔ نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھئے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کر سکتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائیے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگیے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائیے۔

مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ:۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ۔

امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل رضی نے نقل کیا کہ فرمایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو گو مارا جاوے تو اور جلایا جاوے تو۔

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچاوے سو جیسا مسلمان کو ظاہر کی بلاؤں پر صبر کرنا چاہیے اور انکے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہیے اسطرح جن اور بھوتوں کی بھی ایذا پر صبر کرنا چاہیے اور ان سے ڈر کر انکو نہ ماننا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ فی الحقیقت تو ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے مگر وہ بھی کبھی کبھی اپنے بندوں کو جانچتا ہے اور بروں کے ہاتھ سے بھلوں کو ایذا پہنچاتا ہے تاکہ کچوں اور پکوں میں فرق ہو جاوے اور مومن اور منافق جدا جدا معلوم ہو جاویں، سو جیسے ظاہر میں کبھی متقیوں کو فاسقوں کے ہاتھ سے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادے سے ایذا پہنچ

جاتی ہے اور انکو وہاں صبر ہی کرنا پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہیں پہنچتا اسی طرح کبھی کبھی نیک آدمی کو جن اور شیاطینوں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادے سے ایذا پہنچ جاتی ہے سو اس پر صبر کرنا ہی چاہیئے اور اس کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے بیزار ہو کر اوروں کا ماننا چھوڑ دے اور ان کی نذر و نیاز ماننے کو برا جانے اور غلط سلط رسموں کو مٹانے لگے اور اسمیں اسکو کچھ نقصان مال کا یا اولاد کا یا جان کا پہنچ جاوے یا کوئی شیطان کسی پیر و شہید کا نام لے کر ایذا دینے لگے تو اس پر صبر کرے اور اپنی بات پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ اللہ میرا دین جانچتا ہے اور جیسے اللہ صاحب سب ظالم آدمیوں کو ڈھیل دیکر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو انکے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی اپنے وقت پر پکڑے گا اور نیک آدمیوں کو ان کی ایذا سے بچاوے گا۔

مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ اِللّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ ۔

بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک؟ یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھکو پیدا کیا۔

ف:۔ یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اسکے اختیار میں ہیں سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر پکارتے ہیں سو کسی اور کو اسطرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہیے کہ یہ سب بڑا گناہ ہے، اول تو یہ کہ یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت بر لانے

کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو، دوسرے یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام! جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

توحید ہی ذریعۂ مغفرت ہے

مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں لکھا ہے کہ:۔

۱۰ اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ لَوْ لَقِیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَۃً

ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لے کر پھر ملے مجھ سے تو کر شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو، تو بیشک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر۔

ف:۔ یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے، پھر یوں سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں، سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب ویسی ہی اس پر بخشش کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں اور یہی حق ہے اسلئے کہ

جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اسکے سوائے کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اسکے تقصیر دار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اسکے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا، سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اس سے ہونگے سو بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور ان گناہوں کا ڈر اسکے دل پر گھر رہا ہوگا اور اس سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا اور بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسکے موافق اس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر کہ یہ حالت بڑھے گی اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی، سو یہ جان لینا چاہیے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی، فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے جیسے رعیتی تقصیر دار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پہ مغرور۔

فصل (۲)

اشراک فی العلم کی برائی

ف :- یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ — فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انعام میں

الغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ، کہ اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، نہیں جانتا انکو مگر وہی۔ (۶ — ۵۹)

ف:۔ یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتادی ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹٹولنے کو، عقل سمجھنے کو، اور وہ راہیں انکے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں جیسے جب کچھ دیکھنے کو دل چاہا تو آنکھ کھول دی نہ چاہا تو بند کرلی، جس چیز کا مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منہ میں ڈال لیا، نہ ارادہ ہو نہ ڈالا، سو گویا ان چیزوں کے دریافت کرنے کو کنجیاں انکو دی ہیں جیسے جسکے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسکے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔

علم غیب خاص اللہ ہی کو ہے

سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیے کرلیجیے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کہ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ انکی خواہش پر، چنانچہ حضرت پیغمبر صلعم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی، چنانچہ حضرت کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضؓ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت

تحقیق کیا پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر وغم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہؓ پاک ہیں، سو یقین یوں رکھنا چاہیئے کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں جتنا جسکو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب میں چاہوں اس سے غیب کی بات معلوم کرلوں اور آئندہ باتوں کو معلوم کرلینا میرے قابو میں ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعویٰ خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن وفرشتہ کو، امام وامام زادے کو یا پیر وشہید کو یا نجومی ورمال یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن اسٹی کو یا بھوت وپری کو ایسا جانے یا اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے اور اس آیت سے منکر۔

ایک وسوسہ کی تردید

اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچھ کہہ دیتا ہے تو وہ اسی طرح ہوجاتا ہے تو اس سے انکی غیب دانی ثابت ہوتی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ بہت باتیں انکی غلط بھی ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ علم غیب انکے اختیار میں نہیں انکی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط اور یہی حال ہے استخارہ اور کشف کا اور قرآن مجید کی فال کا، لیکن پیغمبروں کی وحی میں کبھی غلطی نہیں پڑتی سو وہ انکے قابو میں نہیں، اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے انکی خواہش کچھ نہیں چلتی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نمل میں کہ کہو نہیں

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (۲۷ - ۶۵)

جانتے جتنے لوگ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ف:- اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دیویں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آوے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان کے اختیار میں ہوتا یہ بھی معلوم کر لیتے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (۳۱ - ۳۴)

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ لقمان میں کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔

ف:- یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور انکا جان لینا کسی کے قابو میں نہیں چنانچہ قیامت کی خبر کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی اسکے بھی آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں پھر اور چیزوں کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے، جیسے کسی کی فتح کسی کی شکست، کسی کا بیمار ہونا، کسی کا تندرست ہونا کہ یہ باتیں تو نہ قیامت کے برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی، اور اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں حالانکہ اسکا موسم بھی

بندھا ہوا ہے اور اکثر ان موسموں پر برستا بھی ہے اور سارے نبی اور ولی اور بادشاہ اور حکیم اسکی خواہش بھی رکھتے ہیں سو اگر اس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پالیتا پھر جو چیزیں کہ نا انکا موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ مل کر انکی خواہش رکھتے ہیں جیسے کسی شخص کا مرنا جینا، اولاد ہونی یا غنی و فقیر ہونا، یا فتح و شکست ہونی سو ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیونکر پا سکیں، اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ ایک ہے یا دو نر ہے یا مادہ کامل ہے یا ناقص، خوبصورت ہے یا بدصورت، حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں پر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہوتی ہیں جیسے خیالات اور ارادے اور نیتیں اور ایمان اور نفاق تو وہ کیونکر جان سکیں اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا تو اور کسی کا کیونکر جان سکے اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو اور کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیونکر جان سکے، غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے، کوئی استخارہ کا عمل سکھاتا ہے، کوئی تقویم اور پترا لکاتا ہے، کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فال نامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیے لیکن جو شخص آپ دعوی غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنی اختیار میں نہ کہتا ہو بلکہ اپنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ کچھ بات اللہ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہو جاتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کر لوں یا جب میں چاہوں تو دریافت کر لوں یہ بات ہو سکتی ہے شاید وہ سچا ہو یا مکار۔

پکار صرف اللہ ہی سن سکتا ہے

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (۴۶ - ۵)

یعنی سورۂ احقاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔

ف۔ یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں کہ اول تو وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے کہ اگر کوئی قیامت تک انکو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک نہیں ثابت ہوتا ہے لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ انکو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جب ہی ان کو اس طرح سے پکارا حالانکہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکار سے غافل ہیں۔

نفع ونقصان کا مالک بھی صرف اللہ ہی ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ اعراف میں کہہ کر نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع ونقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھکو کچھ برائی نہیں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری سنانیوالا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں۔

ف:۔ یعنی سب انبیاء واولیاء کے سردار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انھیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے، انھیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اسلئے کہ انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کا حال معلوم ہو جاوے سو انھوں نے بیان کر دیا کہ مجھکو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکوں، اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا، اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا، غرض کہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں اور کچھ خدائی کا دعویٰ نہیں رکھتا فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے سو یہ بھی انھیں کو

فائدہ کرتی ہے کہ جن کے دل میں یقین ہے اور دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں وہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے، بہت سے لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہوجاتے ہیں اور اس بات کی اس میں بڑائی نہیں کہ اللہ نے انکو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دیویں یا مشکل کھول دیویں یا مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی اور فقیر کر دیویں یا کسی کو بادشاہ کر دیویں یا کسی کو امیر و وزیر، یا کسی کو بادشاہت یا امارت چھین لیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی کا ایمان چھین لیویں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیں یا کسی سے تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ اور اسی طرح کچھ اس بات میں بھی انکو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دیدی ہو کہ جسکے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں کہ وہ جیتا ہے یا مرگیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں۔ یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کریں کہ فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان، سو جیسے سب لوگ کبھی کچھ بات عقل سے قرینہ سے کہہ دیتے ہیں پھر کبھی ان کی بات کے موافق پڑجاتی ہے، کبھی اس میں چوک پڑجاتی ہے، اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل اور

قرینے سے کہتے ہیں سو اس میں کبھی درست ہو جاتی ہے کبھی چوک، ہاں مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہے سو اسکی بات نرالی ہے مگر وہ انکے اختیار میں نہیں۔

علم غیب کے متعلق ارشاد نبویؐ

مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں لکھا ہے کہ۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذَا وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ

بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری، پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس، سو وہیں شروع کیا کچھ چھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے بڑے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی ان میں سے کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔

ف:۔ یعنی ربیع ایک بی بی تھی انصار میں سے ان کی شادی میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے پاس آبیٹھے سو ان لوگوں کی کئی چھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ بات کہی کہ ان لوگوں کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں، سو اس کو پیغمبر خدا نے منع کیا اور فرمایا یہ بات

مت کہہ اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جاؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیاء و اولیاء یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبرؐ کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ انکی تعریف میں ایسی بات کہے اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اور انبیاء و اولیاء یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گذر جاتے اور خدا کے سے اوصاف انکی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں

اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے اسلئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اسکو کہے یا سن کر اسکو پسند کرے۔

مشکوٰۃ کے باب رُؤْيَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ میں لکھا ہے کہ:-

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ اَخْبَرَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللهُ تَعَالٰى اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ	بخاریؒ نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھکو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اسمیں مذکور کی ہیں اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ سو بیشک اس نے بڑا طوفان باندھا۔

ف:- یعنی وہ پانچوں باتیں کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو ان ہی پانچ میں داخل ہیں سو جو کوئی

یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے تو وہ بڑا جھوٹا ہے۔

بزرگان دین پر ایک الزام اور اس کی تردید

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔

مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِیَّۃِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔	بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء انصاریہؓ نے کہ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے۔

ف:۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کرلینا اور اسکی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔

فصل (۳)

اشراک فی التصرف کی برائی

اس فصل میں ان آیتوں کا اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جن سے اشراک فی التصرف کی برائی ثابت ہوتی ہے :-

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ

(۲۳ - ۸۸ - ۸۹)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ مؤمنون میں کہہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اسکے مقابل کوئی حمایت نہیں کرتا جو جانتے ہو ، دیں کہہ دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ : پھر کہاں سے خبط میں پڑ جاتے ہو ۔

ف :- یعنی اس سے پوچھئے کہ ایسی شان کس کی ہے کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے جو چاہے کر ڈالے ، اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہ سکے اور اس کی حمایت میں کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے اور اس کے تقصیر دار کو کہیں پناہ نہ مل سکے اور اسکے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہ چل سکے سو ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ ایسی شان اللہ کی ہے سو سمجھنا چاہیئے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے ، سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا

عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اسکو ثابت نہ کرے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک اعلان

قَالَ اللہُ تَعَالٰی : فرمایا اللہ صاحب نے

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا (۷۲ — ۲۱، ۲۲)

یعنی سورۂ جن میں کہہ، کہ بیشک میں نہیں ہوں اختیار رکھتا تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدہ کا، کہہ کہ بیشک مجھ کو ہرگز نہ بچاوے گا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤں گا ورے اس کے کہیں بچاؤ۔

ف:۔ یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا لوگوں کو سنا دیویں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں اور تم جو مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھ جانا کہ ہمارا پایہ مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچالے گا کیونکہ یہ بات محض غلط ہے اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈراتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروں، شہیدوں کی حمایت پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اسکے احکام کی تعظیم نہیں کرتے محض گمراہ ہیں کہ سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے، اسکی رحمت کے سوائے کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے پھر اور کسی کا تو کیا ذکر ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَھُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ (۱۶-۷۳)

اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہیں اختیار رکھتے ان کی روزی کا آسمانوں اور زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے۔

ف۔ یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں ایسے لوگوں کی کہ ان کا کچھ اختیار نہیں اور ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں رکھتے، نہ آسمانوں سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے کچھ اگا دیں اور انکو کسی نوع کی قدرت نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں اور اس کے ادب سے وہ دم نہیں مارتے اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں لیکن شرع کی تعظیم کرکے چپ بیٹھے ہیں سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل انکو دخل ہے اور نہ اسکی طاقت رکھتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (۱۰-۱۰۶)

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں اور مت پکار ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجھ کو نہ نقصان، سو اگر کیا تو نے یہ تو بیشک تو بے انصاف ہے۔

ف۔ یعنی اللہ زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی. قُلِ ادْعُوا
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ
فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ہ وَلَا تَنْفَعُ
الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ
لَهٗ حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ
قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا
الْحَقَّ ط وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ،
(۳۴ - ۲۲ - ۲۳)

کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ سبا میں کہ کہہ
بھلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو
ورے اللہ سے سو وہ تو نہیں اختیار رکھتے ایک
ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور
نہیں ان میں سے دونوں میں کچھ ساجھا اور
نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو اور نہیں کام
آتی سفارش اسکے روبرو مگر جنکو پروانگی
دے یہانتک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی
ہے انکی دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا رب
تمہارے نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے
بلند بڑا ۔"

ف :۔ یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور وہ مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اسکی حاجت روا کردیتا ہے سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے کہ یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی، یا مالک پر اسکا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اسکے بازو ہیں اور اسکی سلطنت کے رکن، انکے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے یا اسطرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اسکی سفارش خواہ نخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادی یا بیگمات کہ بادشاہ انکی محبت سے انکی سفارش رد نہیں کرسکتا سو چار ناچار انکی سفارش قبول کرلیتا ہے سو جن کو اللہ کے سوائے یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ تو وہ مالک ہیں آسمان اور زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ انکا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ انکے بازو کہ ان سے دب کر انکی بات مان لے اور نہ بغیر

پروانگی سفارش کر سکتے ہیں کہ خواہ نخواہ اس سے دلوا دیں بلکہ اس کے دربار میں انکا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہوجاتے ہیں اور ادب دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپسمیں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے، پھر بات اٹھنے کا تو کیا ذکر، اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت۔

حقیقت شفاعت

اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے اسکو کان رکھکر سن لیا چاہیئے کہ اکثر لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر بہت بھول رہے ہیں اور اسکے معنیٰ غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیئے، سو سنا چاہیئے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہاں کسی شخص کے چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر و وزیر اسکو اپنی سفارش سے بچا لیوے تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اسکے آئین کے موافق اسکو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اسکی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اسکی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصے کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اسکو شفاعتِ وجاہت کہتے ہیں یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی، سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا امام اور شہیدوں کو یا کسی

فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہ سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل ؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اس جگہ قائم کرے کہ اسکے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں، اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں انکے سبب سے کچھ رونق بڑھ نہ جاوے گی اور سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جاویں تو اس کی رونق کچھ گھٹنے کی نہیں وہ ہر صورت سے بڑوں کا بڑا ہے اور پادشاہوں کا پادشاہ اس کا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے نہ کچھ سنوار سکے۔

دوسری صورت۔ یہ ہے کہ کوئی پادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی پادشاہ معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور پادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے اسکو **شفاعتِ محبت** کہتے ہیں یعنی پادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھکو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں، کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل کہ جیسا مذکور اول ہو چکا۔ وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا

اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ وجیہ کا خطاب سمجھے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس، روح الامین فرمادے مگر پھر بھی مالک مالک ہے اور غلام غلام، کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا جیسا اسکی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اسکی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اسکے مقابلہ کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمادے سو اسکا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین پادشاہت کا خیال کر کے بے سبب گذر نہیں سکتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے سو کوئی امیر و وزیر اسکی مرضی پاکر اس تقصیر وار کی شفارس کرتا ہے اور پادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اسکی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش نہیں کی کہ اسکا قرابتی ہے یا آشنا یا اسکی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیوں کہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بن کر اسکی سفارش کرتا تو آپ بھی چور ہو جاتا اسکو **شفاعت بالاذن** کہتے ہیں، یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی وولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں مذکور ہے سو اسکے معنی یہی ہیں۔

اعتدال کی راہ

سو ہر بندے کو چاہیئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اسی سے ڈرتا رہے اور اس کی التجا کرتا رہے اور اسکے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے اور اسی کو اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہانتک خیال دوڑاوے اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دیگا اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دیگا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اسکا شفیع بنا دے گا غرضیکہ جیسے ہر حاجت اپنی اسی کو سونپتا ہے اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیئے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجیئے اور اسکو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے اور اسکو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائے اور اسکے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجیئے اور اسی اپنے حمایتی ٹھہرا دے ہوئے کی راہ و رسم کو مقدم سمجھے کہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہیں وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے بلکہ غصہ ہو جاتے ہیں اور الٹے اسکے دشمن ہو جاتے ہیں کیونکہ انکی تو بزرگی یہی تھی کہ اللہ کی خاطر کو سب جورو، بیٹے، مرید، شاگرد نوکر، غلام، یار، آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کی خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ بھی انکے دشمن ہو جاتے تھے تو پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہیں کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اس کی خلاف مرضی انکی طرف سے اسکے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے بلکہ بات تو یوں ہے کہ اَلحُبُّ لِلّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ انکی شان ہے جس کے حق میں اللہ کی خوشی یوں ہی ٹھہری کہ اسکو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اور دو چار دھکے دیے کو تیار ہیں۔

مشکوۃ کے بابُ التوکل والصبر میں لکھا ہے کہ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عباسؓ نے کہ تھا میں پیچھے پیغمبر خدا کے ایک دن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکھو اللہ کو کہ وہ یاد رکھے گا تجھ کو، یاد رکھو اللہ کو کہ پاوے گا تو اس کو اپنے روبرو اور جب مانگے تو کچھ مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجھ لے کہ جتنے سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ کچھ فائدہ پہنچاویں تجھکو تو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے مگر جتنا کہ لکھ دیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکٹھے ہو ویں اس پر کہ نقصان پہنچاویں تجھکو کچھ تو نہ نقصان پہنچا سکیں گے مگر وہی کہ لکھ دیا ہے تجھ پر اللہ نے۔ اٹھائی گئی قلم اور سوکھ گیا کاغذ۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب گو کہ سب پادشاہوں کا پادشاہ ہے پر اور پادشاہوں کیطرح مغرور نہیں کہ کوئی رعیت بہتیرا ہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اسلئے رعیتی لوگ امیروں کو مانتے ہیں اور ان کا وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں تاکہ انھیں

کی خاطر سے التجا ہووے بلکہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں
جو اسکو یاد رکھے وہ آپ ہی اس کو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے اور اسی
طرح وہ گو کہ سب چیز سے پاک ہے اور سب سے بلند مگر اور بادشاہوں کا سا دربار نہیں کہ
کوئی رعیتی لوگ وہاں پہنچ نہ سکیں اور امیر وزیر ہی رعیت پر حکم چلادیں اور رعیت کے
لوگوں کو انہیں کا ماننا ضرور پڑے اور انہیں کا دربار کرنا پڑے بلکہ اپنے بندوں سے بہت
نزدیک ہے جو ادنیٰ بندہ اپنے دل سے اسکی طرف متوجہ ہووے تو وہیں اسکو اپنے
منہ ہی کے آگے پاوے وہاں اپنی غفلت ہی کے سوا اور کچھ پردہ نہیں جو کوئی کچھ اس سے دور ہے
سو اپنی غفلت کے سبب سے دور ہے اور وہ سب سے نزدیک پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر
کو پکارتا ہے کہ وہ اس اللہ سے نزدیک کر دیویں سو یہ نہیں سمجھتا ہے کہ پیر و پیغمبر تو اس
سے دور ہیں اور اللہ نہایت نزدیک سو یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک رعیتی آدمی اپنے
بادشاہ کے پاس اکیلا بیٹھا ہے اور وہ بادشاہ اسی کی غرض سننے کو متوجہ ہے پھر وہ
رعیتی کسی امیر وزیر کو کہیں دور سے پکارے کہ تو میری طرف سے فلانی بات بادشاہ
کے حضور میں عرض کر دے سو وہ یا اندھا ہے یا دیوانہ اور فرمایا کہ مراد اللہ ہی سے مانگے اور
ہر مشکل میں اسی کی مدد چاہے اور یہ یقین سمجھ لیجئے کہ قلم تقدیر ہرگز نہیں پھرتا اور لکھا
ہرگز نہیں مٹتا، پھر اگر سارے جہاں کے بڑے اور چھوٹے مل کر چاہیں کہ کسی کو کچھ
نفع و نقصان پہنچا دیں اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا۔

تقدیر سے باہر کوئی کام نہیں ہو سکتا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس
کہتے ہیں کہ اولیاء کو اللہ نے یہ طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں

اولاد نہیں لکھی اسکو اولاد دے دیویں، جس کی عمر تمام ہو چکی ہو اسکی عمر بڑھا دیویں سو یہ بات کچھ صحیح نہیں بلکہ یوں سمجھا چاہیئے کہ اللہ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کرتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی اکثر، مگر دعا کی توفیق دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے اور قبول کرنا بھی، اور دعا بھی کرنی اور مراد بھی ملنی دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہیں، تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا اور کچھ کام کرنیکی قدرت نہیں، ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا، نبی ہو یا ولی سوائے اس کے کہ اللہ سے مانگے اور اس کے جناب میں دعا کرے کچھ اور طاقت نہیں رکھتا پھر وہ مالک مختار ہے چاہے وہ اپنی مہربانی کی راہ سے قبول کرے چاہے اپنی حکمت کی راہ سے قبول نہ کرے۔

مشکوٰۃ کے باب التوکل والصبر میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ

ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاص رضی نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ بیشک آدمی کے دل کی ہر میدان کی طرف راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں کے تو کچھ پرواہ نہیں رکھتا اللہ کہ کسی جنگل میں تباہ کر دے اسکو اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو وہ کفایت کرتا ہے اسکو سب راہوں کی۔

ف:۔ یعنی جب آدمی کو کسی چیز کی طلب ہوتی ہے یا کوئی مشکل آ پڑتی ہے تو اس کے دل میں ہر طرف خیال دوڑتے ہیں کہ فلانے پیغمبر کو پکاریئے فلانے امام کی مدد چاہیے فلانے پیر و شہید کی منت مانیئے، فلانے پری کو مانیئے، کوئی ہر خیال کے پیچھے پڑتا ہے

محمد حنیف ... دعا رجی
[illegible]

تو اللہ اس سے اپنی قبولیت کی نگاہ پھیر لیتا ہے اور اسکو اپنے بھیجے بندوں میں نہیں رکھتا اور اللہ کی تربیت اور ہدایت کی راہ اس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے، اور اسی طرح انہیں خیالات کے پیچھے دوڑتا ہی دوڑتا تباہ ہو جاتا ہے، کوئی دہریہ ہو جاتا ہے کوئی ملحد، کوئی مشرک ہو جاتا ہے، کوئی سب سے منکر۔ اور جو کوئی اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہے اور کسی خیال کے پیچھے نہیں پڑتا سو اللہ اسکو اپنے مقبول بندوں میں گن رکھتا ہے اور اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو چین اور آرام ایسا بخش دیتا ہے کہ خیالات باندھنے والوں کو ہرگز میسر نہیں ہوتا اور جو کچھ جس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ اس کو مل ہی رہتا ہے مگر خیالات باندھنے والا مفت رنج کھینچتا ہے اور توکل کرنے والا چین و آرام سے پالیتا ہے۔

مشکوٰۃ کی کتاب الدعوات میں لکھا ہے کہ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُ اَحَدُکُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ کُلَّهَا حَتّٰی یَسْاَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰی یَسْاَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ	ترمذی نے ذکر کیا کہ انس رضؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ہر کسی کو چاہئے اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ نون (نمک) بھی اسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ جب ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے۔

ف:۔ یعنی اللہ صاحب کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے رہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں چاکروں کو حوالہ کر دیتے ہیں سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں انکی التجا کرنی ضرور پڑتی ہے سو اللہ کے

ہاں کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ آپ ہی ایک آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اسکی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔

مشکوٰۃ کے بَابُ الخلافۃ وَالامارت میں لکھا ہے کہ :-

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَابَتَہٗ فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اَوْ قَالَ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ مُرَّةَ ابْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ

بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہؓ نے کہ جب اتری یہ آیت کہ ڈرا دے تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہیں تجھ سے، تو پکارا پیغمبر خدا نے اپنے ناتے والوں کو پھر اکٹھا کرکے پکارا اور جدا جدا بھی۔ سو فرمایا اے اولاد کعب ابن لوی کی! بچاؤ تم اپنی جان کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے ہاں کچھ، یا یوں فرمایا کہ بیشک میں نہیں کام آنے کا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے اولاد مرہ بن کعب کہ بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے اولاد عبد شمس کی! بچاؤ تم

فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ
شَیْئًا وَّیَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ
اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ
فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ
شَیْئًا وَّیَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اَنْقِذُوْا
اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ
عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّیَا بَنِیْ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ
مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ
مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّیَا فَاطِمَۃُ
اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ
سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ
فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکِ
مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔

اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں
نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں
کچھ، اور اے اولاد عبد مناف کی۔ بچاؤ
تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ میں نہ کام آؤنگا
تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے اولادِ
ہاشم کی! بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ
میں بیشک کام آؤں گا تمہارے اللہ کے
ہاں کچھ، اور اے اولاد عبد المطلب کی!
بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک
میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں
کچھ، اور اے فاطمہ بچاؤ تو اپنی جان کو
آگ سے، مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال
نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں
کچھ ؛

ف۔ یعنی جو لوگ بزرگوں کے قرابتی ہوتے ہیں اس کو ان کی حمایت پر بھروسہ ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اسلئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے، سو انھوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہے، اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے

باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا۔

فصل (۴)

اشراک فی العبادت کی برائی

ف:۔ یعنی عبادت کہتے ہیں ان کاموں کو کہ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنے بندوں کو بتلائے ہیں سو اس فصل میں یہ مذکور ہے کہ قرآن وحدیث میں اللہ کی تعظیم کے لوگوں کو کون سے کام بتائے ہیں تاکہ اور کسی کے لئے وہ کام نہ کیجئے کہ شرک لازم آوے۔

عبادت صرف اللہ ہی کیلئے ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖۤ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰہَ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ ہود میں کہ بیشک بھیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف یہ بات کہنے کو کہ بیشک تمکو ڈرانے والا صاف ہوں یہ کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر دکھ کے دن کی مار سے۔

ف:۔ یعنی مسلمان اور کافروں میں مقابلہ حضرت نوحؑ ہی کے وقت سے شروع ہوا ہے

سو جب ہی سے اس بات پر مقابلہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نہ چاہیے اور جو کام اس کی تعظیم کے ہیں وہ اوروں کے واسطے نہ کیجیے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فصلت میں کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو کہ جس نے پیدا کیا ان کو جو تم اسی کے بندے بنا چاہتے ہو

ف:۔ یعنی جو آدمی چاہے کہ اللہ ہی کا بندہ بنے تو سجدہ اسی کو کرے اور کسی چاند و سورج کو نہ کرے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین میں یوں ہی فرمایا ہے کہ سجدہ کرنا حق خالق کا ہے سو کسی مخلوق کو نہ کیا چاہئے کہ مخلوق ہونے میں چاند اور سورج اور نبی اور ولی برابر ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی کسی بزرگ کو کریں تو کچھ مضائقہ نہیں، سو یہ بات غلط ہے، آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے، چاہیے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں اور اصل بات یہی ہے کہ بندے کو اللہ کا حکم ماننا چاہیے جب اس نے جو حکم فرمایا اس کو جان و دل سے قبول کر لینا چاہیے اور حجت نہ نکالے کہ اگلے لوگوں پر تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں ہوا کہ ایسی حجتیں لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اس کی مثال یہ کہ ایک بادشاہ نے اپنے ملک میں ایک مدت

تک ایک حکم جاری کیا پھر بعد اس کے ایک اور حکم جاری کیا پھر جو کوئی یہ کہنے لگے کہ پہلے ہی حکم پر چلے جاویں گے پچھلا حکم نہیں مانتے تو وہ بھی باغی ہو جاتا ہے۔

غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا۔

اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ جن میں اور بیشک سجدے اللہ کو ہیں سو نہ پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو اور یہ کہ جب کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اسکو تو لوگ قریب ہیں کہ ہو جاویں اس پر ٹھٹھ کہہ کہ میں پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں شریک سمجھتا اسکا کسی کو۔

ف:۔ یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک دل سے اس کو پکارتا ہے تو بیوقوف لوگ یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ تو بڑا بزرگ ہو گیا یہ جس کو چاہے سو دیوے جس سے جو چاہے چھین لے سو اس بات کی امید کر کے اس پر ہجوم کرتے ہیں سو اس بندے کو چاہیئے کہ سچی بات بیان کر دے کہ مشکل کے وقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع و نقصان کی امید رکھنی اسی سے چاہیئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے اور شریک اور شرک سے میں بیزار ہوں سو جو کوئی یہ چاہے کہ یہ معاملہ مجھ سے کرے اور میں اس سے راضی ہوں یہ ہرگز ممکن نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اسکا

نام جینا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کیلئے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔

اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ حج میں کہ خبر دے لوگوں میں حج کی کہ چلے آویں گے تیرے پاس پیادے اور دبلے دبلے اونٹوں پر کہ چلے آتے ہیں دور دور کے رستے سے کہ آ پہنچیں اپنے فائدوں کی جگہوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام کئی معین دنوں میں اس چیز پر کہ دیا ہے اس نے ان کو مواشی چوپایوں میں سے سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہیے کہ تمام کریں میل کچیل اپنا اور پوری کریں منتیں اپنی اور طواف کریں اس قدیم گھر کا۔

ف:۔ یعنی اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لئے بعضے بعضے مکان ٹھہرائے ہیں جیسے کعبہ اور عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ سارا حرم اور لوگوں کے دل میں وہاں کے جانے کا شوق ڈال دیا کہ ہر طرح سے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے

قصد کرتے ہیں اور رنج اور تکلیف سفر کی اٹھا کے میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچتے ہیں اور اس کے نام پر وہاں جانور ذبح کرتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں اور اپنے مالک کی تعظیم جو دل میں بھر رہی ہے وہاں جا کر خوب نکالتے ہیں، کوئی چوکھٹ کو چومتا ہے، کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے کوئی غلاف پکڑے ہوئے التجا کر رہا ہے، کوئی اس کے پاس اعتکاف کی نیت سے بیٹھ کر رات دن اللہ کی یاد میں مشغول ہے کوئی ادب سے کھڑا ہوا اسکو دیکھ ہی رہا ہے۔

غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کے کرتے ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور ان کو دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، سو اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کے لئے نہ کیا چاہیئے اور کسی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر، میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا اور اس قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں ان سے بچنا چاہیئے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہیئے کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیجئے۔

غیر اللہ کے نام پر شہرت دی ہوئی چیز حرام ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔

فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ سوا اور کی کرکے۔

ف۔ یعنی جیسا سور اور لہو اور مردار ناپاک حرام ہے ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرایا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرائیے اور وہ جانور حرام ہے اور ناپاک، اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہے بلکہ اتنی بات کا ذکر ہے کہ مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا نبی کا، باپ کا یا دادے کا، بھوت کا یا پری کا، وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یوسف میں کہ حضرت یوسف نے قید خانہ میں اور قیدیوں سے کہا اے رفیقو قید خانہ کے کیا کئی مالک جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ اکیلا زبردست نہیں مانتے ہو تم ورا اسکے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھہرا دیئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے انکی کچھ سند نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اسکے سوائے مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ف :- یعنی اول تو غلام کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہیئے کہ سب مرادیں اس کی پوری کر دے اور سب کار و بار اس کے بنا دے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانا اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہو جاتی ہے حالانکہ وہ محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ ان کی حقیقت نہیں وہاں نہ اللہ کے سوائے کوئی ہے اور نہ کسی کا نام اگر کسی کا نام ہے تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمدؐ یا علیؓ نہیں اور جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اسکے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسے خیالات باندھنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہو وے یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلیئے اور کسی کا حکم اس کے مقابل ہرگز نہ مانیے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں۔

یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انھیں باتوں میں ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائے ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے مجتہد کے یا غوث و قطب کے مولوی و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ و وزیر کے یا پادری و پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت و حدیث کے مقابل میں اپنے پیر و استاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انھیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے پھر جو کسی کی بات اس کی خبر کے موافق ہو تو مانئے اور جو موافق نہ ہو تو نہ مانئے۔

شرک فی العبادت سے متعلق ارشادات نبوی ﷺ

مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اس کے روبرو سو ٹھہرا لیوے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں۔

یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انھیں باتوں میں ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائے ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے مجتہد کے یا غوث و قطب کے مولوی و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ و وزیر کے یا پادری و پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت و حدیث کے مقابل میں اپنے پیر و استاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انھیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے پھر جو کسی کی بات اس کی خبر کے موافق ہو تو مانئے اور جو موافق نہ ہو تو نہ مانئے۔

شرک فی العبادت سے متعلق ارشادات نبوی ﷺ

مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اس کے روبرو سو ٹھہرا لیوے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں۔

ف :۔ یعنی جو شخص چاہے کہ اس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے رہیں نہ ہلیں نہ جلیں، نہ بولیں نہ ادھر اُدھر دیکھیں بلکہ تصویر کی طرح بن جاویں سو وہ شخص دوزخی ہے کیونکہ وہ شخص خدائی کا دعویٰ رکھتا ہے جو تعظیم کہ اللہ کی خاص ہے کہ اسکے بندے اسکے روبرو نماز میں ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے ہوتے ہیں سو وہ ہی اپنے لئے چاہتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں سو اور کسی کے لئے نہ کیا چاہئے۔

مشکوٰۃ کے کتاب الفتن میں لکھا ہے کہ :۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیَ الْاَوْثَانَ ۔	ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ثوبان رضؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ نہیں آنے کی قیامت یہانتک کہ مل جاویں کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہانتک کہ پوجنے لگیں گی کئی قومیں میری امت میں سے تھانوں کو۔

ف :۔ یعنی شرک دو طرح ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے اسکو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں اور دوسرے یہ کہ کسی تھان کو مانے۔ یعنی کسی کے مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو یا کسی کے نام ٹھہرا کر پوجے اسکو زبان عربی میں وثن کہتے ہیں۔ اسمیں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام

کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہدی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہید کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جسکو بکرا چڑھاتے ہیں اور اسکی قسم کھاتے ہیں اور اسی طرح بعضے مکان مرضوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سیتلا کا تھان یا مسانی کا یا بھوانی کا یا کالی کا یا کالکا کا یا برا ہی کا غرضیکہ یہ سب وثن ہیں۔ سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہو جاویں گے ان کا شرک اسی قسم کا ہو گا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے برخلاف اور مشرکوں کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں یعنی مورتوں کو مانتے ہیں سو دونوں مشرک ہیں۔ اللہ سے پھرے ہوئے اور رسول کے دشمن۔

مشکوٰۃ کے کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے کہ :۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْرَجَ صَحِیْفَۃً فِیْھَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ ابو الطفیل رضؓ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضؓ نے ایک کتاب نکالی کہ اسمیں لکھا تھا کہ لعنت کری اللہ نے اس شخص کو کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے۔

ف :۔ یعنی جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور کے نام کا کوئی جانور کرے سو وہ ملعون ہے حضرت علی رضؓ نے ایک کتاب میں کئی حدیثیں پیغمبر خدا کی لکھ رکھی تھیں سو انھیں میں کی یہ بھی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام کے جانور کرنا یہ بھی انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کیلئے ٹھہرائے ہیں اسی کے نام پر کرنا چاہیے

اور کسی کے نام پر کرنا شرک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی

مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں لکھا ہے کہ

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَذْھَبُ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ حَتّٰی یُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّ ذَالِکَ تَامًّا قَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ مِنْ ذَالِکَ مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً فَتَوَفّٰی مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَیَبْقٰی مَنْ لَّا خَیْرَ فِیْہِ فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰی دِیْنِ اٰبَائِھِمْ

مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے نہیں تمام ہوئے گا رات اور دن یعنی قیامت نہ آوے گی یہانتک کہ پوجیں لات وعزیٰ کو، سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا بیشک میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی الخ کہ بیشک یونہی رہے گا آخر تک، فرمایا کہ بیشک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجے گا اللہ ایک باد اچھی سو جان نکال لے گی جسکے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔

ف :۔ یعنی جو اللہ صاحب نے فرمایا ہے سورۂ براءت میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اسکو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں سو حضرت عائشہؓ نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہے گا سو حضرت نے فرمایا کہ اسکا زور تو مقرر ہوگا جبتک اللہ چاہے گا، پھر اللہ آپ ہی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جنکے دل میں تھوڑا سا ایمان بھی ہوگا مرجاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے سو اسی طرح سے شرک میں پڑ جاویں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے مشرک جاہل گذرے ہیں جو کوئی انکی راہ و رسم کی سند پکڑے آپ ہی مشرک ہو جاوے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی، امام و شہید و کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور انکی رسموں پر چلتے ہیں، جیسا برہمن سے پوچھنا، شگون لینا، ساعت ماننا، سیتلا ماتا پوجنا، ہنومان لونا چماری، کلوا بیر کی دہائی دینی ہولی، دیوالی کا تہوار کرنا، نوروز و مہرجان کی خوشی کرنی، قمر در عقرب تحت الشعاع کا اعتبار کرنا کہ سب رسمیں ہنود و مجوس کی ہیں کہ مسلمانوں میں رواج پا گئے ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کی راہ اسی طرح کھلے گی کہ قرآن و حدیث چھوڑ کر باپ دادوں کی رسموں کے پیچھے پڑیں گے۔

مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الناس میں لکھا ہے کہ :۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ
فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ
فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يُرْسِلُ
اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ
فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ
فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ
اِلَّا قَبَضَتْهُ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ
فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ
لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ
مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ
اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَاذَا تَاْمُرُ
فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ
وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ
حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل
کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نکلے گا دجال سو
بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈیگا
اسکو پھر تباہ کردے گا اسکو پھر بھیجے گا
اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کیطرف سے سو نہ
باقی رہیگا زمین پر کوئی کہ اسکے دل میں ذرہ
بھر ایمان ہو مگر اکھاڑ ڈالے گی اسکو پھر باقی
رہ جاویں گے برے برے لوگ بیوقوفی
میں جیسے جانور پرندہ اور پھاڑ کھانے
کی فکر میں، نہ اچھی سمجھتے ہیں کسی اچھی بات کو
نہ بری سمجھتے ہیں کسی بری بات کو پھر
بھیس بدل کر آویگا انکے پاس شیطان سو
کہے گا کیا تم کو کچھ شرم نہیں آتی سو کہیں گے
تو کیا بتاتا ہے ہمکو سو بتاوے گا انکو پوجنا
تھانوں کا اور انکی اس میں چلی آوے گی
روزی اچھی طرح گذرے گی زندگی۔

ف:۔ یعنی آخر زمانہ میں ایماندار لوگ مرجاویں گے اور محض بیوقوف لوگ رہ جاویں
گے کہ رات دن پرائے مال کھا جانے کی فکر میں ہیں نہ بھلا سمجھیں نہ برا پھر شیطان
بتادے گا کہ محض بے دین ہوجانا بڑے شرم کی بات ہے سو دین کا شوق ہو گا مگر اللہ

و رسول کے کلام پر نہ چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہیں نکالیں گے سو شرک میں پڑ جاویں گے اور اس حالت میں بھی انکو روزی کی کشائش اور زندگی کا آرام مل جائے گا اور اس سبب سے اور زیادہ شرک میں پڑیں گے کیونکہ جوں جوں ہم ان کو مانتے ہیں دوں دوں مرادیں ملتی ہیں سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے کہ بعضے وقت بندہ شرک میں پڑا ہوتا ہے اور اسکے غیر سے مرادیں مانگتا ہے اور اللہ اسکے بہلانے کو اس کی مرادیں پوری کرتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں سو مراد ملنے نہ ملنے کا کچھ اعتبار نہ کیجئے اور سچا دین توحید کا اسلئے نہ چھوڑ دیجئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاوے اور محض بے حیا ہی بن جاوے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلا برائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے کیونکہ شیطان وہ باتیں چھڑا کر یہ بات سکھاتا ہے۔

مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الناس میں لکھا ہے کہ:۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْیَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَۃِ۔	بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا نہیں آنے کی قیامت یہانتک کہ ہلیں سرین دوس کی عورتوں کے گرد ذی خصلہ کے۔ (مشکوٰۃ)

ف:۔ یعنی دوس نام ہے عرب کی ایک قوم کا ان میں ایک بت تھا اس کا نام ذی خصلہ تھا وہ پیغمبر خدا کے وقت میں برباد ہو گیا تھا مگر فرمایا کہ قیامت کے

نزدیک اسکو بھر لوگ ماننے لگیں گے اور عورتیں اسکے گرد طواف کریں گی سوان کے سرین ہلتے آپ کو نظر آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوائے اور کسی کا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور کافروں کی رسم ہے یہ ہرگز نہ کیا چاہیئے۔

فصل (۵)

اشراک فی العادات کی برائی

ف۔ یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کاموں میں جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اسکی تعظیم طرح طرح سے کرتا رہتا ہے ویسا ہی معاملہ اور کسی سے نہ کرے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَّاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نساء میں کہ نہیں پکارتے ورے اللہ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت کی اسکو اللہ نے اور اس نے کہا کہ بیشک میں الگ نکال لونگا تیرے بندے میں سے ایک حصہ اور بیشک بے راہ کروں گا انکو اور خیالات میں ڈالوں گا انکو سو کاٹیں گے جانوروں

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا

کے کان اور بیشک سکھاؤنگا میں انکو
سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ
کی اور جس نے ٹھیرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو
چھوڑ کر سو بیشک صریح ٹوٹے میں پڑا کر وعدہ
دیتا ہے انکو اور خیالات میں ڈالتا ہے انکو
اور وعدہ جو دیتا ہے انکو شیطان سو محض دغا ہے
ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاوینگے اس سے چھٹکارا

ف:- یعنی اللہ کے سوا جو لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں پھر حضرت بی بی کا نام ٹھیرالیتا ہے کوئی بی بی آسیہ کوئی بی بی اُنّا ولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا اور مسانی و کالی غرضیکہ ایسے ہی خیالات باندھتے ہیں اور وہاں حقیقت میں نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد محض اپنا خیال ہے اور شیطان کا وسواس، اور یہ جو کبھی سر پر چڑھ بولتا ہے اور کبھی کوئی کرشمہ دکھا دیتا ہے سو وہ شیطان ہے سو سب ان کی نذر و نیازیں اس کو پہنچتی ہیں سو اپنے خیال میں تو عورتوں کو دیتے ہیں اور حقیقت میں شیطان لے لیتا ہے اور انکو اس سے کچھ فائدہ نہیں، نہ دین کا نہ دنیا کا کیونکہ شیطان اللہ کی درگاہ سے راندا ہوا ہے سو اس سے دین کا تو کیا فائدہ ہوتا ہے اور انسان کا دشمن انکا کب بھلا چاہے بلکہ وہ تو اللہ کے روبرو کہہ چکا ہے کہ بہت سارے تیرے بندوں کو اپنا بندہ بناؤں گا اور انکو گمراہ کرونگا کہ اپنے خیالات کو مانیں گے اور جانور میرے نام کے ٹھیراویں گے اور ان پر میری نیاز کا نشان کرینگے جیسے جانور کا کان چیرنا یا کان کاٹنا یا اس کے گلے میں تار ڈالنا

ہاتھ پر مہندی لگانی منہ پر سہرا باندھنا، منہ کے اندر پیسا رکھنا غرضیکہ جو کچھ کسی جانور پر نشان کر دیجے اس بات کا کہ یہ فلانے کی نیاز ہے وہ سب اسمیں داخل ہے اور یہ بھی شیطان نے کہلاہے کہ انکو میں سکھاؤنگا کہ اللہ کی صورت بنائی ہوئی بدلیں گے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی صورت بنادی ہے اسکو بدل ڈالیں گے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھے گا، کوئی کسی کے نام پر ناک کان چھیدے گا، کوئی ڈاڑھی منڈوا کر خوبصورتی دکھادے گا کوئی چار ابرو کی صفائی دے کر فقیری جاویگا یہ سب شیطان کے وسواس ہیں اور اللہ ورسول کے خلاف، سو جس نے اللہ کریم کو چھوڑ کر شیطان سے دشمن کی راہ پکڑی سو صریح غبن کھایا کیونکہ شیطان اوّل تو دشمن دوسرے سوائے وسواس ڈالنے کی کچھ قدرت بھی نہیں رکھتا سو وہ یہی کرتا ہے کہ کچھ وعدہ جھوٹا دیتا ہے کہ فلانے کو مانوگے تو یہ ہوگا اور فلانے کو مانوگے تو یوں ہوگا اور دور دور کی آرزوئیں جاتا ہے کہ اتنے روپئے ہو دیں تو ایسا باغ ہے۔ اور محل تیار ہو سو وہ تو ہاتھ نہیں لگتے سو آدمی گھبرا کر اللہ کی راہ بھول جاتا ہے اور وں کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے یہ کسی کے ماننے نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ یہ سب شیطان کا وسواس ہے اور اس کی دغابازی ہے اور آخرانجام ان باتوں کا یہی ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے اور شرک میں گرفتار ہوجاتا ہے اور اصل دوزخی بن جاتا ہے اور ایسا شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے کہ بہتیرا ہی چاہے کہ چھوٹے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔

اولاد میں بھی شرک ہوسکتا ہے

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: هُوَ الَّذِیْ — اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ
اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ
حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّا
اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ
رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا
لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ٥
فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ
شُرَكَآءَ فِيْمَا اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى
اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥

کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا تمکو ایک
جان سے اور بنایا اسی سے جوڑا اسکا کہ
چین پاوے اس سے پھر اس نے ڈھانپ
لیا اسکو پیٹ رہ گیا اس کو ہلکا سا پھر گذر
گئی اسی طرح پھر جب بوجھل ہوئے تو دونوں
پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو کہ جو بخشدے
تو اچھا بچہ تو بیشک ہووینگے ہم حق ماننے والے
پھر جب اس نے دیا انکو اچھا بچہ ٹھہرانے
لگے اس کے شریک اسی چیز میں کہ اس نے
دیا انکو سو بہت دور ہے اللہ انکے شریک بنانے سے

ف :۔ یعنی اول بھی انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے جورو بھی دی اور خاوند جورو میں الفت دی اور جب اولاد کی امید ہوتی ہے تو اسی کو پکارتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں جو اولاد اچھی بھلی ہوئے تو اللہ کا بہت حق مانیں پھر جب وہ اولاد بخشتا ہے تو اوروں کو ماننے لگتے ہیں اور انکی نذر و نیازیں کرتے ہیں کوئی کسی قبر پر لے جاتا ہے کوئی کسی کے تھان پر کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کا فقیر بناتا ہے، کوئی نام رکھتا ہے نبی بخش کوئی علی بخش کوئی امام بخش کوئی پیر بخش کوئی سیتلا بخش کوئی گنگا بخش سو اللہ تو کچھ ان کی نذر و نیاز کی پرواہ نہیں رکھتا وہ تو بہت بڑا بے پرواہ ہے مگر وہ آپ ہی مردود ہو جاتے ہیں ۔

کھیتی باڑی میں بھی شرک ہو سکتا ہے

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :
اور کہا اللہ نے یعنی

وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝

سورہ انعام میں کہ لوگ ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس چیز میں سے کہ اس نے پیدا کیا ہے کھیتی اور مویشی سے ایک حصہ سو کہتے ہیں اپنے خیال میں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا سو جو ٹھہرایا ان شریکوں کا وہ نہ ملجاوے اللہ کیطرف اور جو ٹھہرایا اللہ کا وہ ملجاوے اور شریکوں کی طرف بہت برا حکم کرتے ہیں ۔

ف ۔ یعنی سب کھیتی اور مواشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہیں کی پھر اسمیں سے جسطرح اسکی نیاز نکالتے ہیں اسی طرح اوروں کی بھی نیاز کرتے ہیں بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اس کی اتنی نہیں کرتے ہیں ۔

چارپایوں میں بھی شرک ہو سکتا ہے

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :
اور کہا اللہ صاحب نے

وَقَالُوْا ھٰذِہٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِھِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ

یعنی سورۂ انعام میں کہ کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے کہ نہ کھاوے اسکو مگر وہی کہ چاہیں ہم اسکو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہیں کہ منع ہے سواری

عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ط سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اسکی اور بعضے ہیں کہ نہیں مذکور کرتے ہیں اللہ کا نام اس پر یہ سب جھوٹ باندھا ہے اللہ پر سو وہ سزا دیوےگا انکو بدلے جھوٹ باندھنے کے

ف :۔ یعنی لوگ محض اپنے خیال سے ٹھہرا لیتے ہیں کہ فلانی چیز اچھوتی ہے اسکو فلانے کھاوے اور فلانا نہ کھاوے اور بعضے جانوروں پر لادنے اور سواری سے منع کرتے ہیں کہ فلانے کی نیاز کا ہے اسکا ادب کیا چاہئے اور بعضے جانوروں کو اللہ کے نام کا نہیں ٹھہراتے بلکہ اور کسی کے نام کا بتاتے ہیں اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے اللہ خوش ہوتا ہے اور مرادیں دیتا ہے سو یہ سب جھوٹ ہے اس کی سزا پاویں گے ۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مائدہ میں نہیں ٹھہرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن کافر لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر وہ سمجھ نہیں رکھتے ۔

ف ۔ یعنی جو جانور کسی کے نام کا ٹھہراتے تھے اسکا کان پھاڑ دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے تھے اور جو سانڈ کرتے تھے اسکو سائبہ کہتے تھے اور جو کسی کی منت مانتے کہ فلانے جانور کا بچہ اگر نر ہووے تو ہم اسی کی نیاز کردیں پھر جو اکٹھا نر و مادہ ہوتا تو نر کو بھی نیاز نہ چڑھاتے کہ مادہ کے ساتھ مل کر وہ بھی نیاز نہ ٹھہرا، اس مادہ کو وصیلہ کہتے تھے ۔ اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہو لیتے اس پر لادنا اور چڑھانا موقوف کر دیتے اسکو حامی کہتے تھے سو فرمایا کہ یہ سب باتیں اللہ نے نہیں

فرمائیں یہ انھوں نے اپنی بیوقوفی سے رسمیں باندھ لی ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹھہرا رکھنا اور اس کا نشان اس پر لگا دینا اور یہ معین کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے اور فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی، یہ سب رسمیں بیوقوفی کے ہیں اور خلاف اللہ کے حکم کے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں کہ نہ کہو جھوٹی باتیں کہ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں کہ یہ کیا چاہیے اور یہ نہ کیا چاہیئے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹ بیشک جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ مراد نہیں پاتے۔

ف :۔ یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھہرالو کہ فلانا کام کیجیے اور فلانا کام نہ کیجیے کہ کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے سو اس میں اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یوں کیجئے تو مرادیں ملتی ہیں اور نہیں تو کچھ خلل ہو جاتا ہے سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی مراد نہیں ملتی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھایا چاہیئے لال کپڑا نہ پہنئے، حضرت بی بی صحنک مرد نہ کھاویں اور جب انکی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مہندی اور مسی ہو اور اسکو لونڈی نہ کھاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم میں ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھاوے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوہ ہی ہوتا ہے

اور اسکو احتیاط سے بنائیے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی پر چڑھتا ہے اور بو علی قلندر کی سہمنی اور اصحاب کی گوشت روٹی اور بیاہ میں فلانی فلانی رسمیں ضرور ہیں اور موت میں فلانی فلانی اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجئے اور نہ کسی کی شادی میں بیٹھئے نہ آچار ڈالیئے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنیں اور فلانے لال سو یہ نہ پہنیں سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار اور اللہ کی حکومت کی شان میں ایسا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرع اپنی جدا قائم کرتے ہیں۔

عادات میں شرک سے متعلق چند احادیث

نجوم ۔ رمل ۔ فال شگون ۔ وغیرہ

مشکوۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ :۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیْ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَةِ عَلٰی اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ

بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن خالدؓ نے نقل کیا کہ نماز پڑھوائی ہم کو پیغمبر خدا نے نماز فجر کی حدیبیہ میں پیچھے مینہ کے کہ رات کو برسا تھا پھر جب پڑھ کے بیٹھے منہ کیا لوگوں کی طرف پھر فرمایا کہ جانتے ہو تم کیا فرمایا تمہارے رب نے، لوگوں نے کہا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتا ہے، کہا کہ فرمایا کہ آج فجر کو ہو گئے بعضے بندے میرے مومن اور بعضے کافر سو جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا

مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِیْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوَاکِبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوَاکِبِ ۔

اللہ کے فضل سے اور اسکی رحمت سے سو وہ مجھ پر یقین لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا فلانے فلانے نچھتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین لایا۔

ف :۔ یعنی جو کوئی عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھتا ہے سو اسکو اللہ صاحب اپنے منکروں میں جانتا ہے اور ستارہ پوجنے میں شمار کرتا ہے اور جو کوئی ان سب کاروبار کا کارخانہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے اسکو اللہ اپنے مقبول بندوں میں گن لیتا ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعت کا ماننا اور اچھی بری تاریخ اور دوں کا اور نجومی کے کہے پر یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں کہ یہ سب نجوم سے علاقہ رکھتی ہیں اور نجوم کو ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے ۔

مشکوٰۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ ۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ بِغَیْرِ مَا ذَکَرَ اللّٰہُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَۃً مِنَ السِّحْرِ

رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سیکھی کوئی بات علم نجوم کی سوائے اس کے کہ بیان کی ہے اللہ نے تو سیکھی اس نے ایک راہ جادو کی، نجومی

الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ۔ کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔

ف:۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ستاروں کا بھی مذکور ہے کہ ان میں اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے اور اسکی حکمت اور ان سے آسمانوں کی خوبصورتی ہے اور شیطان کو انھیں سے مار مار کر بھگاتے ہیں یہ بات نہیں ذکر کی کہ کچھ جہان کے کارخانہ میں انکو دخل ہے اور دنیا میں کچھ بھلائی برائی انکی تاثیر سے ہوتی ہے، سو جو کوئی وہ پہلی بات چھوڑ کر اس دوسری بات کی تحقیق کے پیچھے پڑے اور اس سے معلوم کر کے بتایا کرے سو جیسا برہمن جنوں سے پوچھ پوچھ کر غیب کی باتیں بتلاتا ہے کہ جسکو عربی کاہن کہتے ہیں یہ بھی اسی طرح نجوم سے معلوم کر کر غیب کی باتیں بتلاتا ہے تو گویا نجومی اور کاہن کی ایک ہی راہ ہے اور کاہن تو جادوگر کی طرح جنوں سے دوستی کرتا ہے اور ان سے دوستی اسی طرح پیدا ہوتی ہے کہ انکو مانئے اور پکاریئے اور بھوگ دیجئے سو یہ کفر کی بات ہے سو نجومی اور کاہن اور ساحر کفر کی راہیں چلتے ہیں۔

علم غیب

فال اور شگون کی برائی

مشکوٰۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ:۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى عَرَّافًا

مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی خبریں بتانے والے کے پاس پھر پوچھے اس سے کچھ تو نہیں قبول

فَسَالَہٗ عَنْ شَیْئٍ لَا یُقْبَلُ صَلٰوتَہٗ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔ ہوتی اس کی نماز چالیس دن

ف :۔ یعنی جو کوئی غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے اس کے پاس جو کوئی جاکر کچھ پوچھے تو اسکی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی کیونکہ اُن نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمّال اور جفّار اور فال دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اسمیں داخل ہیں ۔

مشکوٰۃ کے بَابُ الفَالِ وَالطِّیَرۃِ میں لکھا ہے کہ :۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ قَبِیْصَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعِیَافَۃُ وَالطَّرْقُ وَالطِّیَرَۃُ مِنَ الْجِبْتِ۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قبیصہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شگون کے لئے جانور اڑانی اور فال نکالنے کیلئے کچھ ڈالنا اور کسی طرح کا شگون لینا کفر کی رسموں سے ہے ۔

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ ۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے ۔

ف :۔ یعنی عرب کے لوگوں میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور اسکا بڑا اعتقاد

تھا اس پر حضرت نے کئی کئی بار فرمایا کہ شرک بات ہے تاکہ لوگ اس عادت کو چھوڑ دیں۔

مشکوٰۃ کے بابُ الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ:-

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاهَامَةَ وَلَاعَدْوٰى وَلَاطِیَرَةَ وَاِنْ تَكُنِ الطِّیَرَةُ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ سعدؓ بن مالک نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہیں ہامہ اور نہ کسی کا کسی کو مرض لگتا ہے اور نہ کسی چیز میں نامبارکی ہے اور جو ہو کچھ نامبارکی کسی چیز میں تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہے۔

ف:- یعنی عرب کے جاہلوں میں مشہور تھا کہ جو کوئی مارا جاوے اور اسکا کوئی بدلہ نہ لیوے تو اس کے سر کی کھوپڑی میں سے ایک اُلّو نکل کر فریاد کرتا پھرتا ہے اسکو ہامہ کہتے تھے سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آدمی مر کر کسی جانور کی صورت میں بن آتا ہے سو وہ جھوٹا ہے اور یہ بھی انھیں میں مشہور تھا کہ بعضے مرض جیسے خارش یا جذام ایک دوسرے کو لگ جاتا ہے سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ جس لڑکے کو چیچک نکلے اس سے پرہیز کرتے ہیں اور لڑکوں کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے کہ کہیں اس کے بھی نہ نکل آوے، یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیے۔ اور بھی انھیں میں مشہور تھا کہ فلانا کام فلانے کو نامبارک ہوا اور اسکو راست نہ آیا سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے اور اگر اسکو اس بات کا اثر ہے تو تین ہی چیزوں میں ہے یعنی گھر اور گھوڑا اور عورت۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیزیں کبھی نامبارک بھی ہوتی ہیں مگر اس کے معلوم کر لینے کی راہ نہیں بتائی کہ کیونکر جان لیجے کہ یہ مبارک ہے اور یہ نامبارک سو یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں جو گھر شیر دہان اور گھوڑا استارہ پیشانی اور عورت کلجبھی ہو تو نامبارک ہوتی ہے سو اس کی کچھ سند نہیں بلکہ مسلمان لوگوں کو یوں چاہیئے کہ ان باتوں کا خیال نہ کریں اور جب نیا مکان لیویں یا گھوڑا ہاتھ لگے یا بیاہ کریں یا لونڈی مول لیویں تو اللہ سے اسکی بھلائی اور اسی سے اس کی برائی کی پناہ چاہیں اور باقی اور چیزوں میں اس قسم کے خیالات نہ دوڑادیں کہ فلانا کام مجھے راست آیا اور فلانا نہ آیا۔

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ،

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاعَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَاصَفَرَ ۔	بخاری نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ کسی کا کسی کو مرض لگے اور نہ کسی مردہ کی کھوپڑی میں سے اُلّو نکلے اور صفر بھی کچھ نہیں۔

ف :۔ یعنی عرب کے جاہلوں میں یہ بھی مشہور تھا کہ جسکو ایسا مرض پیدا ہو جاوے کہ کھاتا چلا جاوے اور پیٹ نہ بھرے جسکو حکیم جُوعُ الکلب کہتے ہیں سو اسکے پیٹ میں کوئی بھوت بلا گھس جاتی ہے کہ وہی کھاتی چلی جاتی ہے اسکو صفر کہتے تھے سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کچھ بھوت بلا نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بعضے مرضوں کے ساتھ کچھ بلا خیال کرتے ہیں اور اسی کو مانتے ہیں جیسے سیتلا اور مسانی اور برا ہی سو یہ سب غلط ہے اور یہ ان میں مشہور تھا کہ مہینہ صفر کا نامبارک ہے اسمیں کوئی کام نہ کیا چاہیئے سو یہ بھی غلط ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات کہنی کہ تیرہ دن صفر کے نامبارک ہیں انمیں کچھ بلائیں اترتی ہیں اور اسی پران دنوں کا نام تیرہ تیزی رکھنا کہ انکی تیزی سے کچھ کام بگڑ جاتا ہے اور اسیطرح کسی مہینے کو یا تاریخ کو یا دن کو نامبارک سمجھنا یہ سب شرک کی رسمیں ہیں۔

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھاہے کہ :۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ فَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ

ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ رکابی میں رکھدیا پھر فرمایا کہ کھا اللہ پر اعتماد کر کے اور اس پر بھروسہ کر کے ۔

ف :۔ یعنی ہمکو اللہ پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسہ، جسکو چاہے بیمار کرے جسکو چاہے تندرست ہم کسی بیمار کیساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کا لگ جانا نہیں مانتے ۔

ایک بدوی کا عبرتناک واقعہ :۔

مشکوٰۃ کے باب بدءالخلق میں لکھاہے کہ :۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَهَلَكَتِ الْاَمْوَالُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وُجُوْهِ اَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ جبیرؓ نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گنوار پس کہا کہ سختی میں پڑ گئیں جانیں اور بھوکے مرتے ہیں کنبے اور مرگئے مواشی سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہیں تمہاری اللہ کے پاس اور اللہ کی تمہارے پاس، سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نرالا ہے اللہ نرالا ہے اللہ سو اللہ کی پاکی یہانتک بولتے رہے کہ اسکا اثر انکے یاروں کے چہروں میں معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کیا بیوقوف ہے تو اللہ کو سفارشی نہیں

عَلٰی اَحَدٍ شَانُ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ ذَالِکَ وَیْحَکَ اَتَدْرِیْ مَااللّٰہُ اِنَّ عَرْشَہٗ عَلٰی سَمٰوٰتِہٖ ھٰکَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِہٖ مِثْلَ الْقُبَّۃِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَیَئِطُّ بِہٖ اَطِیْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاکِبِ۔

لاتے کسی کے آگے اللہ کی شان بہت بڑی ہے اس سے، کیا بیوقوف ہے تو جانتا ہے تو کیا چیز ہے اللہ، بیشک تخت اسکا اسکے آسمانوں پر اسیطرح ہے اور بتلایا اپنی انگلیوں سے قبہ کیطرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہے اس سے جیسا چرچر بولے پالان اونٹ کا سوار کے بوجھ سے۔

ف۔ یعنی ملک عرب میں قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر خدا کے روبرو اسکی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس، سو یہ بات سنکر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی انکے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی کے پاس اپنا سفارشی ٹھہرا دے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اسکے اختیار میں ہو اور سفارش کرنیوالے کی خاطر سے وہ کردے جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس ہم نے ٹھہرایا سو گویا اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو یہ بات محض غلط ہے اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اسکے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اسکا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا بلکہ اسکی عظمت سے چرچر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اسکی بڑائی کا بیان کر سکے اور اسکی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اسکی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت وہ خود مالک ہے بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا رہتا ہے اور وہ کسی کے روبرو سفارش کرے اور کس کا یہ منہ کہ اسکے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے۔ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی تو اسکے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے، اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہئے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندے کا سا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھکر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے میں اپنے رب سے دو برس بڑا ہوں اور کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہرگز اسکو نہ دیکھوں اور کسی نے یہ بیت کہی ہے۔ بیت

استغفر اللہ

دل از مہر محمدؐ ریش دارم ⁂ رقابت با خدائے خویش دارم

اور کسی نے یوں کہا ہے۔ ع

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

اور کوئی حقیقت محمدی کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے اللہ پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے، کیا اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب ⁂ بے ادب محروم گشت از فضل رب

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اسمیں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یعنی اے شیخ عبدالقادر کچھ دو تم اللہ کے واسطے یہ لفظ نہ کہنا چاہئے ہاں اگر یوں کہے کہ یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بجا ہے۔ غرضیکہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کچھ بوئے شرک کی یا بے ادبی کی آوے کہ اسکی بہت بڑی شان ہے اور وہ بڑا بے پرواہ بادشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لیا اور ایک نکتہ میں نواز دیا اسی کا کام ہے اور یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجیے کہ معمہ اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کہ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں، کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ۔

اچھے نام رکھنے ضروری ہیں

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ :-

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰن

مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب ناموں میں اچھا نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہے ۔

ف :- یعنی عبداللہ کے معنی بندہ اللہ کا اور عبدالرحمٰن کے معنی بندہ رحمٰن کا، سوا اسی میں داخل ہے عبدالقدوس، عبدالخالق ۔ خدابخش ۔ اللہ دیا ۔ اللہ داد ۔ غرض جس نام میں اللہ کی طرف نسبت نکلے خصوصًا اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ اور کسی کو نہیں بولتے ۔

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدُ وَالنِّسَائِیْ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیْ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِہٖ سَمِعَہُمْ یَکْنُوْنَہٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْہِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ ۔

ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح نے نقل کیا اپنے باپ سے کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو حضرت نے سنا ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں اسکو ابوالحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا پھر فرمایا اس کو پیغمبر خدا نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل قضیہ چکانے والا اور اسی کا ہے حکم پھر تجھکو یوں کہتے ہیں ابوالحکم ۔

ف - یعنی یہ یا کہ ہر قضیہ چکا دے اور ہر جھگڑا مٹا دے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کریگی کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جاوینگے اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اسمیں وہ پایا جاتا ہے وہ اور کسی کو نہ کہے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ، مالک سارے جہان کا خداوند جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا داتا بے پرواہ وعلیٰ ہٰذ القیاس۔

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ :-

اَخْرَجَ فِي شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ رض	شرح السنہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ رض
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ	نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو
لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ	کہ جو چاہے اللہ اور محمد صلعم اور بولا کرو
وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ -	جو چاہے اللہ فقط -

ف - یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اسمیں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اسمیں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائیگا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہو گی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اسکے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر، اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے رسول کو بتا دیں ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرماں برداری کا حکم کر دیا ہے -

غیر اللہ کی قسم کھانی شرک ہے

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ :

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ

ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جس نے قسم کھائی غیر اللہ کی سو بیشک شرک کیا۔

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ وَلَا بِاٰبَائِکُمْ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا عبدالرحمٰنؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم کھایا کرو جھوٹے معبودوں کی اور نہ باپ دادوں کی۔

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْہٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے جسکو قسم کھانا ہو سو اللہ ہی کی قسم کھاوے یا چپ رہے

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ:۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو کوئی قسم کھایا چاہے پھر قسم کھا بیٹھے لات اور عزیٰ کی تو چاہیے کہ پھر کہے لا الٰہ الا اللہ

ف۔ یعنی عرب کے لوگ کفر کی حالت میں بتوں کی قسم کھاتے تھے سو جن مسلمانوں کے منہ سے اس عادت کے موافق قسم نکل جاوے تو پھر لا الٰہ الا اللہ کہہ لیویں۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاوے اور اگر منہ سے نکل جاوے

تو توبہ کیجیے اور جسکی قسم کھانے کا مشرکوں میں دستور ہے اسکی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

غیر اللہ کی نذریں۔

مشکوٰۃ کے باب النذور میں لکھا ہے کہ:-

أَخْرَجَ أَبُودَاؤُدَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ ضَحَّاكٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوا لَا قَالَ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ قَالُوا لَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت رضی نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کہ ذبح کرے ایک اونٹ ایک مقام میں کہ اسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور خبر دی انکو سو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تھا اسمیں کوئی تھان کفر کے وقت کا کہ پوجتے ہوں لوگ، کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ وہاں کوئی تہوار ہوتا تھا ان کا لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ تو پوری کر منت اپنی کیونکہ نہ پوری کیا چاہیے ایسی منت کو کہ اسمیں کچھ اللہ کا گناہ ہو۔

ف۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور کی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پورا کرنا چاہیئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسی اور کی منت نہ مانئے اور جو مانی ہو تو پوری نہ کیجیے کیونکہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اس پر ہٹ کرنا اور زیادہ گناہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر جانور چڑھاتے ہوں یا پوجا کرتے ہوں یا اور کسی طرح کا وہاں جمع ہو کر شرک کرتے ہوں وہاں اللہ کے نام کا جانور نہ لیجائے اور کسی طرح ان میں نہ شریک ہوجیے نہ اچھی نیت سے نہ بری نیت سے کہ ان سے مشابہت کرنی خود بری بات ہے

سجدہ صرف اللہ کا حق ہے اور پیغمبر خدا کی تعظیم کیجائے۔

مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ :۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَ أَكْرِمُوا أَخَاكُمْ ۔

امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو انکے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا تمکو سجدے کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہم کو تو ضرور چاہیئے کہ تم کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی ۔

ف :۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے انکو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو انکی فرماں برداری کا حکم کیا ہے، ہم انکے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں اور بعضے پر ہاتھی اور بعضے پر بھیڑیئے مگر آدمی کو اسکی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیئے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا سو ہرگز نہ بنے اور کسی کی قبر پر کوئی شیرات

بڑائی ۔ فضیلت (ضد از الفات)

دن بیٹھا رہا ہو سو اسکی سند نہ پکڑے آدمی کو جانور کی ریس کرنی نہ چاہیے۔

مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ :۔

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِي أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوا۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعدؓ نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جسکا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے انکو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو، سو فرمایا مجھکو بھلا خیال تو کر تو جو گذر میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اسکو کہا میں نے نہ فرمایا تو مت کرو۔

ف :۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجیے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجیے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار، پھر مر کر کچھ خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے۔

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ :-

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰہِ وَکُلُّ نِسَآئِکُمْ اِمَاءُ اللّٰہِ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رضؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے یوں نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری بندی تم سب اللہ کے بندے اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندی ہیں اور غلام بھی اپنے میاں کو یوں نہ کہے کہ میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے -

ف :- یعنی میاں اپنے غلام ولونڈی کو اپنا بندہ اور بندی نہ کہے اور غلام اپنے میاں کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ مالک اللہ ہے اور باقی سب اسکے بندے ہیں نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حقیقت میں کسی کا غلام بھی ہے سو وہ بھی آپس میں یہ گفتگو نہ کریں کہ اسکا بندہ ہے اور وہ اس کا مالک، پھر جھوٹ موٹ کا بندہ بن نا اور عبد النبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پرستار خاص اور امرد پرست اور آشنا پرست اور پیر پرست اپنے تئیں کہلوانا اور کسی کو خداوند، خدائے گاں، داتا گنج بخش تو محض بیجا ہے اور نہایت بے ادبی اور ذراسی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان و مال کے مالک ہو، ہم تمہارے بس میں ہیں جو چاہو کرو محض جھوٹ ہے اور شرک کی بات -

مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ :-

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عُمَرَ رضؓ قَالَ

بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضؓ نے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ۔

نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مجھکو حد سے نہ بڑھاؤ جیسے کہ عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا سو میں تو اس کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اسکا رسول ۔

ف :۔ یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اس سے نیچے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ ہی ہونا اس کا فخر ہے کچھ اسمیں خدائی کی شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا سو یہ بات کسی بندہ کے حق میں نہ کہا چاہیئے کہ نصاریٰ ایسی ہی باتیں حضرت عیسیٰ کے حق میں لکھ کر کافر ہو گئے اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اسی لئے پیغمبر خدا نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ لیکن افسوس کہ انکی امت کے بے ادب لوگوں نے ان کا حکم نہ مانا اور آخر نصاریٰ کی سی باتیں کہنے لگے کیونکہ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ کو یہی کہتے تھے کہ اللہ انکے بھیس میں ظاہر ہوا اور وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے خدا سو بعینہٖ یہی بات بعضوں نے حضرت کی شان میں کہہ ڈالی چنانچہ کسی نے یوں کہا ہے ۔ بیت

فی الجملہ ہمیں بود کہ می آمد و می رفت ۔ ہر قرن کہ دیدی
در عاقبت آں شکل عرب دار بر آمد ۔ دارائے جہاں شد

اور کسی نے یوں کہا ہے بیت

تقدیر بیک ناقہ نشایند دو محمل — سلمائے حدوثِ تو ولیلائے قدم را

تا مجمع امکان و وجوب بتاں نوشتند — مورد متعین نہ شد اطلاق اَعم را

بلکہ بعضے جھوٹے دغابازوں نے اس بات خود پیغمبر خدا کی طرف نسبت کیا ہے کہ انھوں نے خود فرمایا اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم اور اسی طرح ایک بڑی سی عبارت عربی کی بنا کر اور اسمیں ایسی خرافاتیں جمع کر کے اس کا نام خطبۃ الافتخار رکھا ہے اور اسکو حضرت مرتضیٰ علیؓ کی طرف نسبت کیا ہے۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اللہ سارے جھوٹوں کا منہ کالا کرے۔

اور جسطرح نصاریٰ کہتے ہیں کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اس جہان کے حضرت عیسیٰؑ کے اختیار میں ہیں اور جو کوئی انکو مانے اور انکی التجا کرے اسکو کچھ بندگی کی حاجت نہیں اور کچھ گناہ اسکو خلل نہیں کرتا اور کچھ حرام وحلال کا اس کے حق میں امتیاز کرنا ضرور نہیں وہ خدا کا سانڈ بن جاتا ہے جو چاہے سو کرے حضرت عیسیٰؑ آخرت میں اسکو شفاعت سے بچالیں گے، سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانوں کو حضرت پیغمبرؐ کی جناب میں ہے بلکہ ان سے اتر کر اماموں کی اور اولیاء کی بلکہ ہر ملّا اور مشائخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ہدایت کرے۔

تکریمی الفاظ میں احتیاط

مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ۔

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ

ابو داؤد نے ذکر کیا کہ مُطَرِّفؓ نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ

اِنْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے، پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہو ہمارے بزرگی میں اور بڑے سخی ہو، سو فرمایا کہ خیر، اس طرح کا کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو، اور تمکو کہیں بے ادب نہ کر دے شیطان ۔

ف:۔ یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے ۔

اب سنا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ، سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں میں اسکے سوا کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آوے اور اسکی زبانی اوروں کو پہونچے جیسا کہ ہر کام کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے

بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب اسکے محتاج، اس معنوں میں ان کو سارے جہاں کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یونہی جاننا چاہیئے، اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے۔

تصویر کے متعلق ارشادات نبوی

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَۃً فِیْھَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْھِہِ الْکَرَاھَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ ھٰذِہِ النُّمْرُقَۃِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَیْتُھَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ

بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی نے نقل کیا، انہوں نے خریدا ایک غالیچہ کو کہ اسمیں تصویریں تھیں پھر جب اس کو دیکھا پیغمبر خدا نے دروازہ پر کھڑے ہوگئے اور اندر نہ گئے، سو پہچانی میں نے ان کے چہرے پر ناخوشی کہا میں نے یا رسول اللہ میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اللہ کے رسول کے روبرو کیا گناہ کیا میں نے، سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کیسا ہے یہ غالیچہ، کہا میں نے کہ تمہارے لئے خریدا ہے میں نے کہ اس پر بیٹھو اور اس کا تکیہ بناؤ سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بیشک ان تصویروں والے قیامت

اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَاخَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ۔

کے دن عذاب میں پھنسیں گے اور کہا جائیگا انکو کہ جان ڈالو اس چیز میں کہ بنائی تم نے اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف۔ یعنی اکثر مشرک مورتوں کو پوجتے ہیں سو اسلئے فرشتوں کو تصویروں سے گھن آتی ہے اور پیغمبروں کو بھی ان سے نفرت ہے اور انکے بنانے والوں پر عذاب ہوگا کہ بت پرستی کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے جاہل لوگ پیغمبر کی یا اماموں کی یا اولیاء کی یا اپنے پیروں کی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنے پاس برکت کیلئے رکھتے ہیں سو محض گمراہ ہیں اور شرک میں ڈوبے ہوئے اور پیغمبر اور فرشتے ان سے بیزار ہیں بلکہ سب تصویروں کو ناپاک سمجھ کر گھر سے دور کیجئے کہ پیغمبر بھی خوش ہوں اور فرشتے بھی اس گھر میں آویں اور ان کے قدم سے گھر میں برکت پھیل جائے۔

مشکوٰۃ کے بابُ التصاویر میں لکھا ہے کہ :-

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ۔

بیہقی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عباسؓ نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بڑا عذاب قیامت کے دن اس شخص کو ہے کہ اس نے کسی نبی کو مارا یا اسکو کسی نبی نے مارا یا اس نے کسی اپنے ماں باپ کو مارا۔ اور تصویر بنانیوالوں کو اور اس عالم کو کہ اسکے علم سے کچھ فائدہ نہ ہو۔

ف۔ یعنی تصویر بنانیوالا بھی ان بڑے بڑے گنہگاروں میں داخل ہے یہاں سے

تصویر بنانیوالوں کا گناہ سمجھنا چاہیے کہ یزید و شمر نے تو پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا۔ اور تصویر بنانیوالے کو خود پیغمبر کے قاتل کے ساتھ گناہ ہے تو وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے۔

مشکوٰۃ کے بابُ التصاویر میں لکھا ہے کہ :-

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ یَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِیْرَةً۔

بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میں نے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کون زیادہ بے ادب ہوگا اس شخص سے کہ ارادہ کرے کہ پیدا کرے جیسے میں پیدا کرتا ہوں سو بھلا ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کریں۔

ف۔ یعنی تصویر بنانیوالا پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو چیزیں اللہ نے بنائی ہیں انکی مثل بنانے کا ارادہ کرتا ہے سو بڑا بے ادب ہے اور یہ اسکا دعوےٰ صریح جھوٹ ہے کیونکہ ایک دانے کے بنانے کا بھی مقدور نہیں رکھتا محض نقل کاڑھتا ہے۔

مشکوٰۃ کے بابُ المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ :-

وَاَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اُرِیْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیْهَا اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

رزین نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھکو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھکو سو میں تو وہی محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اسکا رسول۔

ف۔ یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو پیغمبر ان سے

نہ تھے کیونکہ اور سرداروں کو کچھ ان مبالغہ کرنیوالوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا خواہ درست رہے خواہ بگڑ جاوے اور پیغمبر خدا تو اپنی امت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور رات دن انکو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا۔ سو جب انھوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی سے بہت محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اسکی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کریگا اور اس سے بالکل اسکا دین برباد ہو جائے گا اور پیغمبر کا اصل دشمن بنجائیگا سو اسی لیے فرمایا کہ مجھکو یہ مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھکو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل، سو انکو اللہ کا دین مجھ ہی سے سیکھنا چاہئے۔

سو اے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں درود و سلام بھیج اور انھوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور اور جیسا تو نے اپنے فضل سے ہمکو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور مشرک لوگوں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم کر اور بدعتی بد مذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کا کر۔ آمین یا رب العالمین ۔ فقط

محمد حنیف ہمراہ [illegible]

نزد [illegible]

